شاہ ظفر نہیں ـــ مضطر خیرآبادی

یونس حسنی

ادبی معاملات میں بعض غلط فہمیاں بڑی دلچسپ بھی ہوتی ہیں اور دیرپا بھی یہ غلط فہمیاں کچھ ایسی شکل اختیار کرلیتی ہیں کہ ان کی اصلاح بجائے خود غلطی نظر آنے لگتی ہے۔ اس مختصر سے مضمون میں ایک ایسی ہی غلط فہمی کی طرف اشارہ ہے جو بہادر شاہ ظفر سے ایک غزل کے غلط انتساب کے سلسلے میں پیدا ہوگئی ہے۔ یہ ایک مشہور غزل ہے جس کا مطلع ہے ؎

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
جو کسی کے کام نہ آسکے میں وہ ایک مشتِ غبار ہوں

فلم "لال قلعہ" میں بھی یہ غزل شامل کی گئی ہے اور فلم میں اسے بہادر شاہ ظفر کی زبان سے ادا کیا گیا ہے۔ فلم میں کسی غزل کے شامل ہو جانے کے بعد اس کی جو شہرت ہو سکتی ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔

لیکن ادبی حلقوں میں اس غزل کے ظفر سے انتساب کی ذمہ داری بڑی حد تک ظفر کے اس انتخاب پر عاید ہوتی ہے جو "نوائے ظفر" کے نام سے انجمن ترقی اردو ہند نے فروری ۱۹۵۸ء میں شائع کیا ہے۔ اس انتخاب کو جناب خلیل الرحمٰن اعظمی نے بڑی کاوش سے مرتب کیا ہے۔ انتخاب میں ظفر کا وہ کلام بھی شامل کیا گیا ہے جو ان کے کلیات میں موجود نہیں ہے بلکہ مختلف تذکروں، بیاضوں، گلدستوں، مجموعوں، ڈائریوں اور اسی قسم کی دوسری کتابوں سے ماخوذ ہے۔ اس کلام کا بیشتر حصہ ظفر کے قیام رنگون کی یادگار ہے۔ مذکورہ بالا غزل کا ماخذ بھی یہی کتابیں ہیں۔

۱۹۳۸ء میں جب رسالہ "سہیل" جناب آل احمد سرور کی ادارت میں نکلا کرتا تھا اس وقت جاں نثار اختر صاحب اس میں ایک مضمون لکھا تھا جس میں اس غزل کو اپنے والد مضطر خیرآبادی مرحوم سے منسوب کیا تھا۔ شاید "نوائے ظفر" کی ترتیب کے وقت فاضل مرتب کے پیش نظر جاں نثار صاحب کا یہ مضمون نہیں رہا۔ ورنہ یہ غلطی نہیں ہونے پاتی۔

جاں نثار صاحب کے اس مضمون سے قطع نظر ظفر سے منسوب غزل میں خود بعض ایسی داخلی شہادتیں موجود ہیں۔ جن کے پیش نظر اسے ظفر کی غزل سمجھنے میں تکلف ہوتا ہے۔ مثلاً اس غزل میں صرف پانچ شعر ہیں۔ جن میں مقطع بھی شامل نہیں ہے۔ ظفر جس دور میں شعر کہہ رہے تھے اس زمانے میں غزل گوئی کے اصول اس قدر جامد تھے کہ ان سے روگردانی ممکن نہ تھی۔ ظفر جیسے روایت پسند شاعر سے تو اس کی توقع کی ہی نہیں جا سکتی غزل میں مقطع شامل نہ کرنے کو اس زمانے میں کوئی مبتدی بھی روا نہیں رکھتا تھا۔ چہ جائے کہ ظفر جیسا استاد بغیر مقطع کی غزل کہے اس اصول پر سختی سے پابندی کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل کلیات ظفر میں شاید ایک غزل بھی ایسی نہیں جو بلا مقطع کی ہو۔

یہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ قید و بند کی صعوبتوں میں ظفر پر جو کچھ بیت رہی تھی جو جذبات ان کے دل میں موجزن تھے۔ ان کا سیدھا سادہ اظہار کر دیا گیا ہے۔ ایسے موقعوں پر فن کے اظہار کا زیادہ موقع نہیں ہوتا بلکہ توجہ اظہار جذبات کی طرف ملتفت رہتی ہے۔ لیکن یہ بات نہیں معلوم ہوتی۔ ظفر کے کلام

سے منسوب غزل کے تیسرے شعر کا مصرعِ اولیٰ یہ ہے۔ ؎

نہ تو میں کسی کا حبیب ہوں، نہ تو میں کسی کا رقیب ہوں

اس مصرع میں نہ تو میں کی تکرار کانوں کو بری لگتی اور ذوقِ سلیم پر گراں گزرتی ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ بھرتی کے ہیں۔ دراصل یہ شعر مضطر کی اس غزل کا مقطع ہے ؎

نہ میں مضطر ان کا حبیب ہوں، نہ میں مضطر ان کا رقیب ہوں

جو بگڑ گیا وہ نصیب ہوں جو اجڑ گیا وہ دیار ہوں!

حالانکہ ظفر سے منسوب غزل کا اصل ماخذ ہمارے پیش نظر نہیں ہے لیکن واقعہ کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی صاحب کو ظفر کی غزل ؎

"لگتا نہیں ہے جی میرا اجڑے دیار میں"

یا اسی قسم کی دوسری غزلوں کے آہنگ سے دھوکا ہوا۔ اور زیرِ بحث غزل کو بھی جو اپنے آہنگ کے اعتبار سے ظفر کے قیامِ بنارس کی غزلوں سے مشابہ ہے۔ ظفر ہی کی غزل سمجھ لیا۔ مقطع چونکہ ٹھیک طور پر یاد نہیں رہا تھا اس لئے بحر کا پیٹ بھرنے کے لئے "نہ تو میں" کے ٹکڑے کا اضافہ کرکے شعر مکمل کر لیا۔ اور اسی کو ظفر کے نام سے درج کر لیا۔ اعظمی صاحب نے نوائے ظفر میں ایسے ہی ناقص ماخذ سے استفادہ کیا ہے۔

اس سلسلے میں فیصلہ کن بات یہ ہے کہ نول کشور نے ۱۸۷۰ء میں کلیاتِ ظفر کا جو پہلا ایڈیشن شائع کیا اس میں یہ غزل شامل نہیں ہے ۱۹۱۵ء میں پانچویں ایڈیشن کی اشاعت کے وقت بھی یہ غزل اس میں درج نہیں کی گئی۔ پھر نوائے ظفر میں بھی ظفر کے اصل کلام میں یہ غزل موجود نہیں ہے بلکہ بعض دوسرے ماخذوں سے جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ حاصل کی گئی ہے، جبکہ مضطر خیرآبادی کے غیر مطبوعہ دیوان میں جو جاں نثار اختر صاحب کے پاس موجود ہے خود ان ہی کے نام سے درج ہے ایسی صورت میں جب کہ ایک غزل ایک معتبر صاحبِ دیوان شاعر کے کلام میں موجود ہو کسی یادداشت پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

اتفاق سے یہ غزل مجھے مضطر کے نام سے ایک اور جگہ مل گئی۔ مضطر مرحوم کے عزیز دوست نواب فاروق حسین صاحب گویاموی نے مضطر کے کلام کا ایک مختصر انتخاب مرتب کیا تھا۔ اس قلمی انتخاب میں یہ غزل مع مقطع کے موجود ہے۔ اس غزل میں سات شعر ہیں۔ دو شعر ظفر کی مبینہ غزل پر اضافہ ہیں، باقی پانچ اشعار میں بھی کہیں کہیں لفظی اختلاف موجود ہے۔ یہ مختصر انتخاب نواب صاحب مرحوم کی صاحبزادی بیگم سعیدہ حسن کے پاس بھوپال میں محفوظ ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر مضطر کی اصل غزل کو بھی پیش کر دیا جائے۔ یہ غزل نواب صاحب کے انتخاب سے ہی نقل کی جا رہی ہے:۔

غزل

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں، نہ کسی کے دل کا قرار ہوں

کسی کام میں جو نہ آ سکے میں وہ ایک مشتِ غبار ہوں

نہ دوائے دردِ جگر ہوں میں نہ کسی کی میٹھی نظر ہوں میں

نہ ادھر ہوں میں نہ ادھر ہوں میں نہ شکیب ہوں نہ قرار ہوں

مرا وقت مجھ سے بچھڑ گیا مرا رنگ روپ بگڑ گیا

جو خزاں سے باغ اجڑ گیا میں اسی کی فصلِ بہار ہوں

پئے فاتحہ کوئی آئے کیوں کوئی چار پھول چڑھائے کیوں
کوئی شمع لا کے جلائے کیوں کہ میں بے کسی کا مزار ہوں
نہ میں لاگ ہوں نہ لگاؤ ہوں نہ سہاگ ہوں نہ سبھاؤ ہوں
جو بگڑ گیا وہ بناؤ ہوں جو نہیں رہا وہ سنگار ہوں
میں نہیں ہوں نغمۂ جاں فزا کوئی مجھ کو سن کے کرے گا کیا
میں بڑے بروگ کی ہوں صدا میں بڑے دکھی کی پکار ہوں
نہ میں مضطر ان کا حبیب ہوں نہ میں مضطر ان کا رقیب ہوں
جو بگڑ گیا وہ نصیب ہوں جو اجڑ گیا وہ دیار ہوں

(ہماری زبان)

★

"از ماہ تا بہ ماہی" فارسی کا محاورہ ہے۔ جس سے مراد تمام "بلند و پست عالم" ہے۔ ماہ سے مراد چاند ہے اور ماہی سے مراد وہ مچھلی جس کے پشت پر (بہ عقیدۂ عوام) کرۂ زمین قائم ہے۔ فارسی کا یہ محاورہ ترجمہ ہے عربی محاورہ "من السمک الی السماک" کا۔ عربی میں سمک مچھلی کو کہتے ہیں اور سماک رامح" نام ہے۔ اس ستارہ کا جو ان کی رائے میں انتہائی بلندی پر واقع ہے۔ (انگریزی میں اسے Arcturus کہتے ہیں) اس کے قریب جو دوسرا چھوٹا ستارہ پایا جاتا ہے۔ اسے وہ سماک اعزل" کہتے ہیں۔
عربی و فارسی محاورہ میں، فرق یہ ہے۔ کہ عربی میں انتہائی بلندی کا تصور "سماک رامح" سے متعلق ہے اور فارسی میں چاند سے غالباً اس لئے کہ سماک کے لئے ان کے یہاں کوئی فارسی لفظ موجود نہ تھا۔ چنانچہ فارسی کے بعض شعراء نے "ماہ تا بہ ماہی" کی جگہ سماک اور سمک ہی کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مثلاً پور بہا کا یہ شعر زلزلۂ نیشاپور کے بیان میں:-

ز زخم زلزلہ زیر و زبر شد ست چنانک
سماک زیر سمک شد سمک فراز سما

چند نایاب کتابیں

		روپیہ — پیسے
دستور الفصاحت	احمد علی یکتا لکھنوی	۷ — ۷۵
متفرقات غالب	سید مسعود حسن رضوی	۵ — ۲۵
نادرات شاہی	مولانا عرشی	۱۰ — ۰
اوراق گل	ضمیر احمد ہاشمی	۱۸ — ۷۵
وقایع عالم شاہی	کنور پریم کشور	۲ — ۰
نواب کلب علی خاں خلد آشیاں . . . . فی حصہ		۲ — ۵۰
سلک گوہر	مولانا عرشی	۳ — ۷۵
رام پور انتھالوجی	جے اے چیپ مین	۱۲ — ۵۰
سفرنامہ مخلص	ڈاکٹر اظہر علی	۸ — ۷۵

ہندوستان میں کتابیں ملنے کا پتہ:- رضا لائبریری۔ رامپور۔

منیجر نگار پاکستان۔ کراچی ۳